بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

محدث دہلی

جلد ۶ | ماہ دسمبر ۱۹۳۸ء مطابق ماہ شوال المکرم ۱۳۵۷ھ ہجری | نمبر ۸

اسلامی سیاست کا ایک مختصر خاکہ

(از مولوی ابوالخیر صاحب بلآدر پریوائی پرتاب گڈھی)

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ عالمگیر مذہب صرف اسلام ہی کو کہا جا سکتا ہے اور واقعی میں اسلام ہی صرف خدائی اور فطری دین ہے چنانچہ ارشاد باری ہے اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ یعنی دین حق اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔ پس جبکہ اس کا بذات خود یہ دعویٰ ہے کہ یہ ربانی مذہب ہے تو پھر بھلا اس کے قوانین کیونکر عالمگیر نہ ہونگے۔ مذہب اسلام جب دنیا میں آیا تو جہاں داعی اسلام نے لوگوں کو اس بات کی تعلیم دی کہ آخرت کو حاصل کرو وہی اصل چیز ہے۔ وہاں ساتھ ہی ساتھ یہ بھی بتایا کہ دنیا سے بالکل تعلقات منقطع کر لینا بھی اسلام کی تعلیم کے خلاف ہے۔ بلکہ اخروی کمالات کی تکمیل ہی اسوقت ہوگی جب دنیا سے تعلقات وابستہ رکھکر بھی خدا کو نہ بھولے۔

پس اب یہ دیکھنا چاہیئے کہ آیا مذہب اسلام نے ایسے آئین و قوانین جو ان دونوں شقوں پر حاوی ہوں پیش کئے ہیں یا نہیں؟ لیکن چونکہ مجھے اسوقت انھیں قوانین سے بحث کرنی ہے جو دنیاوی امور سے متعلق ہیں اس لئے شق اول کو نظر انداز کرتا ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ فخر صرف اسلام ہی کو حاصل ہے کہ وہ قیامت تک پیدا ہونے والے تمام حوادث کے لئے ایک مکمل قانون ہے۔ مذہب اسلام نے جہاں دیگر تمام امور میں اصلاحات کیں اور ہر ایک چیز کیلئے ایک نرالا اور اٹل قانون پیش کیا وہاں اس نے سیاست کی بھی تعلیم دی کیونکر جبکہ اسلام نے کہا کہ حکومت اور سلطنت صرف قوم مسلم کیلئے ہے کافر کو مسلم پر قبضہ و تسلط کی کوئی گنجائش نہیں۔ چنانچہ فرمایا لَنْ یَّجْعَلَ اللّٰہُ لِلْکٰفِرِیْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ سَبِیْلًا یعنی اللہ نے کافروں کو مومنوں پر تصرف و حکومت کا کوئی حق نہیں دیا (بشرطیکہ وہ مومن ہوں)

پس جب یہ بات ہے تو اسلام کیلئے ضروری تھا کہ وہ حکومت وسلطنت کے ایسے طریقے اور اصول بھی پیش کرتا جو ہر زمانہ میں ھر دور میں ہر قوم اور ہر امت کیلئے برابر مفید اور مستعمل ہوسکتے ہیں بس یہی ہمارا مدعا ہے اور آج کی صحبت میں یہی دکھانا ہے یعنی قوانین اسلام کو سیاست کی روشنی میں پیش کرنا ہے سب سے پہلے ضروری ہے کہ سیاست کے معنی بتا دیئے جائیں سیاست کے معنی ہیں رعیت کی نگہبانی کرنا اور ان کو مناسب طریقوں سے فتنہ وفساد اور ہر قسم کی برائیوں سے روکنا یہ ظاہر بات ہے کہ قوانین اسلام میں سیاست کی جھلک اسوقت تک نہیں نظر آسکتی ہے جبتک کہ مذاہب کے قوانین سیاسیہ کو منصہ شہود پر نہ لایا جائے کیونکہ مشہور بات ہے کہ ہر اک چیز اپنے ضد سے پہچانی جاتی ہے۔ بدیں وجہ اثنائے تحریر میں اس چیز کا بھی کہیں کہیں تذکرہ کیا جائے گا۔ اگلی امتوں نے جب کبھی تمرّد وسرکشی کو اپنا لائحہ عمل بنا لیا تو ان کیلئے ہر زمانہ میں ایک ہادی ایک قانون لیکر آتا رہا لیکن کچھ دنوں بعد چند وجوہات کی بنا پر وہ قانون درہم برہم ہو جاتا تھا۔ لیکن چونکہ اسلام اس سلسلے کی آخری کڑی تھی اور یہ ہدایت کا ایک آخری قانون تھا اسلئے اس کے قوانین ویسے ہی اٹل اور عالمگیر ثابت ہوئے جیسا کہ ہونا چاہئے تھا۔

مذہب اسلام نے سب سے پہلے تمام نوع انسانی کے احترام کو مختلف وجوہ سے برقرار رکھا۔ اور انسانی حیثیت سے سب کو ایک سطح پر لا کھڑا کیا۔ نہ گورے کلے کا امتیاز، نہ عربی عجمی کا فرق۔ ہاں ہر شخص اپنے اعمال سے اپنا وقار گھٹا یا بڑھا سکتا ہے، اسلام ہی سب سے پہلا مذہب ہے جس نے موروثی اور خاندانی سلطنت کو تباہ وبرباد کرکے جمہوریت قائم کی اور اس بات کی تعلیم دی کہ تمام لوگ ملکر اس شخص کا انتخاب کرلیویں جس میں امور سلطنت سنبھالنے کی قابلیت اور اہلیت ہو۔ پس جس شخص کو قوم چن لیوے اسی کے سر پر تاج امارت رکھا جائیگا اور وہی شخص امیر اور خلیفہ کہلائیگا۔ لیکن وہ امور سلطنت میں خود مختار خودرائے اور مستبد نہ ہوگا۔ بلکہ اس کے خلاف شریعت کام پر ایک ادنی شخص بھی اعتراض کرسکتا ہے اور اگر وہ اپنے بُرے افعال پر مصر رہے تو اس کو معزول کردیا جائے گا۔ بیت المال کا وہ محافظ سمجھا جائیگا۔ اس میں سے وہ بلا ضرورت اپنے مصرف میں کچھ بھی نہیں لاسکتا۔ اس کے ذمہ تمام ان امور کی دیکھ بھال ہوگی جو رعایا کیلئے مفید اور کارگر ہوسکتے ہوں چنانچہ اوائل اسلام میں دیکھئے کہ جب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیائے فانی سے کوچ کرجاتے ہیں تو حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کو خلیفہ اور امیر المومنین بنایا جاتا ہے چونکہ ان کے اندر امارت کی اہلیت بطریق احسن پائی جاتی تھی اسلئے صحابہؓ نے انہی کا انتخاب کیا چنانچہ انھوں نے وہی کیا جو ایک اسلامی خلیفہ کو کرنا چاہئے ان کے انتقال کے بعد تخت خلافت پر حضرت عمر فاروقؓ جلوہ آرا ہوتے ہیں اب یہاں خیال کیجئے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے لڑکے موجود ہیں حضرت عمرؓ ان کے کوئی قریبی رشتہ دار بھی نہیں ہیں لیکن پھر بھی انہی کا انتخاب عمل میں آتا ہے وجہ اس کی یہ تھی کہ یہی اس امر مہم کے لائق تھے پھر ان کے انتقال کے بعد حضرت عثمان غنیؓ تخت امارت پر جلوہ گر ہوتے ہیں یہاں بھی دیکھئے کہ حضرت عمرؓ کے صاحبزادے حضرت عبد اللہ نہایت ہی لائق اور فائق عالم موجود ہیں لیکن قوم حضرت عثمانؓ کو اپنا امیر مقرر کرتی ہے۔ پھر ان کی وفات کے بعد حضرت علیؓ خلیفہ بنائے جاتے ہیں۔ الغرض مذہب اسلام نے عملی طور پر موروثی سلطنت کو مٹانے کی کوشش کی۔ گو بعد میں یہ چیز باقی نہ رہی لیکن یہ مسلمانوں کی غفلت ہے۔ جمہوری سلطنت

قائم کرنا یہ اسلام ہی کی تعلیم تھی کیونکہ ایسی صورت میں کسی خانداں میں سلطنت نہیں باقی رہ سکتی ہے اور نہ کسی کو ولیعہد بنایا جا سکتا ہے اسی تعلیم کا یہ اثر ہے کہ آج امریکہ اور فرانس میں بھی جمہوری حکومت قائم ہو گئی۔ اس کے علاوہ دیگر ممالک میں بھی یہی طریق مروج ہو چکا ہے لیکن شخصی حکومت کے حامیوں نے جو جو عیوب و نقائص اس طریق میں بتائے ہیں وہ عیوب اسلامی تعلیم میں کلیۃً مفقود اور مسلوب ہیں کیونکہ مروجہ جمہوری سلطنت اور اسلامی جمہوری سلطنت میں آسمان زمین کا فرق ہے کیونکہ قوانین اسلامیہ تمام پہلو کا لحاظ رکھتے ہوئے مرتب اور مدون کئے گئے ہیں روس کا مشہور مدبر طالسطائی شخص آج جمہوری سلطنت پر اعتراض کرتا ہے لیکن وہ قوانین اسلامیہ پر چون وچرا بھی نہیں کر سکتا کیونکہ مذہب اسلام نے خلاف فطرت قانون منضبط ہی نہیں کئے بلکہ اسلامی قوانین ایسے ہیں جن کے ذریعے سے تمام مفاسد اور مظالم کا سدباب کیا جا سکتا ہے۔

مذہب اسلام نے غلامی کو فنا کے گھاٹ اتارنے کی سعی کی اور اس میں کامیابی بھی ہوئی۔

اسلام نے عدل کے متعلق زور دیا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی یعنی انصاف کرو اسلئے کہ یہ تقویٰ کے قریب تر ہے دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے اِعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰی یعنی انصاف کرو اگرچہ کوئی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ ایک جگہ اور ارشاد ہوتا ہے ان اللہ یأمر کم بالعدل والاحسان الایہ یعنی فرمان باری ہے کہ وہ تم کو عدل کیلئے حکم کرتا ہے یہ تو ارشاد قدوسی ہے آئیے اب دیکھئے کہ سیاست کے معلم اول نے اس کے متعلم کیا تعلیم دی ہے چنانچہ آنحضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میدان محشر میں جبکہ بڑی پریشانی اور دقت کا سامنا ہوگا اسوقت دھوپ کی سخت شدت ہوگی اور حال یہ ہوگا کہیں سایہ نہ ملیگا کہ لوگ پناہ گزیں ہو سکیں لیکن صرف چند اوصاف کے لوگ ایسے ہونگے جن کو اللہ کے عرش کا سایہ نصیب ہوگا ان میں سے امام عادل بھی ہے دوسرا قول نبوی یہ ہے کہ چند لوگ ایسے ہیں جن کی دعا دربار ربانی میں بہت جلد مقبول ہوتی ہے ان میں امام عادل کو بھی شمار کیا گیا ہے۔ نیز آپ فرماتے ہیں کہ وہ امام میدان محشر میں اللہ تعالیٰ کے زیادہ نزدیک ہوگا جو عادل ہوگا اس کے علاوہ اور بھی بہت کچھ قرآن وحدیث میں اس کے متعلق ذکر کیا گیا ہے اور امام عادل کو خوب اچھی طرح سراہا گیا جس کے احاطہ کا یہ موقع نہیں بلکہ دیکھنا یہ ہے کہ اسمیں سیاست کیا ہے سو معلوم ہونا چاہئے کہ عدل ہی تو ہے جس کے ذریعہ سے بہت سے مفاسد اور مظالم کو زیروزبر کیا جا سکتا ہے یہی وہ قانون ہے جس کی وجہ سے رعایا خوش ہو سکتی ہے یہی وہ قانون ہے جس کی وجہ سے اعداء دوست ہو جاتے ہیں اغیار ثناخواں اور رطب اللسان نظر آتے ہیں غرض یہ ہے کہ یہ سیاست کا جزو اعظم ہے اسی لئے بانی سیاست نے اس پر خوب زور دیا ہے۔ بلکہ آپ نے اس پر عمل کر کے بھی دکھا دیا چنانچہ زمانہ نبوی میں ایک عورت چوری کرتی ہے اس کی سفارش کی جاتی ہے کیونکہ اس کا تعلق جماعت امراء سے تھا لیکن آپ اس سفارش سے سخت ناراض ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم اگر میری بیٹی فاطمہؓ بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔ تم سے پہلی امتیں اسی لئے تباہ ہوئیں کہ انھوں نے اللہ کے حدود میں امیر و غریب کا امتیاز قائم کیا۔

دوستو اسلامی سلطنت میں اس قسم کے ایک دو واقعات نہیں ہیں بلکہ اس کی عدل گستری کی ایسی سینکڑوں شہادتیں تاریخ کے صفحات میں تمہیں مل سکتی ہیں۔ سیاست اسلامیہ کا ایک قانون یہ بھی ہے کہ جب خلیفہ امور مہمہ کو انجام دینا چاہے تو اس کو چاہئے کہ وہ ایک مجلس مشاورت قائم کرے اور متفقہ آرا سے جو طے پائے اس کو پایہ تکمیل تک پہنچائے چنانچہ اسلامی سیاست کے قانون کی کتاب میں مرقوم ہے وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ یعنی اے نبی معاملات میں مسلمانوں سے مشورہ کر لیا کرو۔ اور دوسری جگہ فرمایا اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ یعنی مسلمانوں کے کام شورے سے طے ہوا کرتے ہیں۔ چنانچہ خلافت راشدہ میں دیکھئے جب کبھی ایسا موقع پیش آتا تھا تو ایک شخص گلی وکوچہ میں پھرتا ہوا اعلان کرتا کہ الصلوٰۃ جامعۃ۔ چنانچہ تمام لوگ سیاست اسلامیہ کی کونسل یا کچہری یعنی مسجد میں جمع ہو جاتے اور وہیں پر تمام امور انجام پاتے۔ ایک دفعہ ابوبکرؓ صدیق کھڑے ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب تک کہ میں خلافت کو دائرہ شریعت میں رہتے ہوئے انجام دوں اسوقت تک تم لوگ میری مدد کرو اور جب میں خلاف کروں تو تم لوگ مجھکو سیدھا کر دو۔ اسی طرح ایک مرتبہ حضرت عمرؓ فاروق مجلس مشاورت میں کھڑے ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ جو میں کہوں اس کو تم لوگ مان لو بلکہ آزادی کے ساتھ اپنی رائے پیش کرو اور میری رائے پر نکتہ چینی بھی کر سکتے ہو۔

سیاست اسلامیہ نے ایک قانون جو دنیا کے سامنے پیش کیا ہے وہ اجرار حدود ہے یعنی اگر کوئی شخص افعال بد کا مرتکب ہو جائے تو اس کو کیسی اور کسقدر سزا دینی چاہئے یہ وہ قانون ہے جو کہ بجز اسلامی سیاست کے اور دیگر مذاہب میں ناپید ہے مثلاً اگر کوئی شخص زنا کرے تو اس کے متعلق شریعت اسلامی کہتی ہے کہ مرد اور عورت دونوں کو کوڑے لگائے جائیں گے اگر بغیر شادی شدہ ہیں۔ اور اگر شادی شدہ ہیں تو ان کو رجم یعنی پتھراؤ کیا جائے گا۔ کیونکہ ایک شریف انسان کیلئے جان سے زیادہ اپنی عزت وعصمت پیاری ہوا کرتی ہے چنانچہ آج اکناف عالم میں دیکھئے کہ کتنے لوگ ایسے ملیں گے جو کہ اپنی عزت اور عفت کے ناموس پر اپنی عزیز جان کو قربان کر دیتے ہیں ان کو یہ تو گوارا ہے کہ اپنی جان کو عزت کے نام پر نچھاور کر دیں لیکن یہ برداشت نہیں کہ ان کی عزت وحرمت پر ناجائز حملہ کر دیا جائے۔ ایک جگہ فرمایا لَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا یعنی زنا کے قریب بھی نہ جاؤ اسلئے کہ یہ بے حیائی اور بہت برا راستہ ہے۔ خدا کی قسم اگر آج وہی حدود جو شریعت اسلامیہ نے جرائم کے انسداد کیلئے بتائی ہیں جاری کی جائیں تو روحانیت کا دور دورہ ہوتا اور آئے دن جو جنگ وقتال کا ہولناک منظر سامنے آتا رہتا ہے ایک دم معدوم ہو جاتا۔

سیاست اسلامیہ نے شراب کو ناجائز اور ام الخبائث قرار دیا ہے اور شراب پینے والے کی دُرّے سے خبر لی جائیگی کیونکہ یہی وہ چیز ہے جس کی وجہ سے ابواب جرائم وعصیاں ایک دم مفتوح نظر آتے ہیں یہی تو وجہ تھی کہ اسلام نے اس کو تمام گناہوں کی اصل ٹھیرایا۔ لیکن کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ یہ قانون دیگر ادیان میں بھی ہے بلکہ آج جبکہ تہذیب وتمدن کا عروج ہے اور ہر قوم بام تہذیب پر گامزن ہونے کی مدعی ہے حال یہ ہے کہ شراب کے متعلق کسی قسم کی روک ٹوک نہیں ہے۔ لیکن معلم سیاست صلی اللہ علیہ وسلم کی تو یہ تعلیم ہے کہ ہر نشہ کی چیز حرام ہے۔ اسی طریقہ سے اسلامی سیاست جوا اور قمار بازی کی بھی کسی صورت میں اجازت نہیں دیتی ہے کیونکہ ان چیزوں سے فتنہ وفساد

پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح اسلامی سیاست نے سودخواری کو حرام قرار دیا۔ چنانچہ ارشاد ہے اَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا یعنی اللہ نے خرید و فروخت تو جائز کردیا ہے مگر سود حرام گردانا ہے۔ کیونکہ اس کی وجہ سے اقتصادیات اور دیگر معاملات کو سخت ترین نقصان پہنچتا ہے اس کی وجہ سے محبت و مودت معدوم ہوجاتی ہے۔ سودخواروں کے متعلق بہت سخت وعیدیں آئی ہیں کیونکہ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مال و دولت ہر چہار جانب سے سمٹ کر ایک جگہ محدود ہوجاتی ہے۔ جس کے نتائج دنیا کے حق میں نہایت ہی مہلک اور خطرناک ثابت ہوتے ہیں اسلامی سیاست نے رشوت کو ناجائز قرار دیا ہے کیونکہ یہ بغیر محنت کے ایک شخص کے مال پر گویا غاصبانہ اور ظالمانہ تصرف ہوتا ہے۔ اور اسلام اس قسم کی غیر ہمدردانہ روش کا سخت مخالف ہے بلکہ وہ اپنے ہاتھ سے محنت کر کے کمانے کا حکم دیتا ہے چنانچہ تجارت کی ترغیب میں ارشاد باری ہوتا ہے وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ یعنی تجارت کو فضل اللہ قرار دیکر حکم ہوا کہ اس میں کوشش کرو شارع اسلام نے کہا کہ نیک تجار یوم محشر شہدا و صالحین کی معیت میں ہوں گے تجارت ہی تو ہے جس کے ذریعہ سے دیگر ممالک کی کیفیات کو معلوم کیا جاسکتا ہے تجارت ہی تو ہے جس کے ذریعہ سے اغیار کی حقیقت سے واقفیت ہوسکتی ہے۔ تجارت ہی تو ہے جس کے ذریعہ سے بڑے بڑے زرخیز ممالک فتح کئے جاسکتے ہیں۔ ہاں ہاں تجارت ہی کے بدولت آج ہم پر یورپین حکومت کر رہے ہیں اور ہم غلامانہ اور محکومانہ زندگی بسر کر رہے ہیں۔

سیاست اسلامیہ نے غیر مسلموں کے متعلق یہ قانون پیش کیا ہے کہ جن سے معاہدہ ہوچکا ہو اُن کی حفاظت ان کے معابد کی حفاظت مسلمانوں پر ویسے ہی ہے جیسے کہ قوم مسلم کی حفاظت ان کے اوپر ضروری اور لازمی ہے اور جن لوگوں سے معاہدہ نہیں ہے اور وہ ہماری ضرر رسانی کے درپے ہوں تو ان سے جنگ کی جاسکتی ہے ان کے متعلق حکم ہے جبتک وہ خود چھیڑ چھاڑ نہ کریں تم بھی خاموش رہو۔ ہاں اگر وہ ہمارے مذہبی معاملات یا دیگر امور میں رخنہ اندازی کریں تو اس وقت خاموش رہنا یہ یقیناً اصول کے خلاف ہے اور اگر کوئی قوم صلح کرنا چاہے تو کرسکتی ہے اس کو اسلام نہایت مستحسن نظر سے دیکھتا ہے چنانچہ ارشاد ہے وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا یعنی اگر کفار صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی تیار ہوجاؤ دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے اَلصُّلْحُ خَیْرٌ یعنی صلح بہتر چیز ہے۔

سیاست اسلامیہ نے فتنہ و فساد کی اجازت کسی صورت میں نہیں دی ہے بلکہ انسانی جان کی بڑی قدر کی ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا یعنی اصلاح کے بعد زمین میں فساد نہ پھیلاؤ ہاں مذہب اسلام نے جنگ کی اجازت دی ہے مگر یہ اسوقت جبکہ امن امان کی چادر پھٹ چکی ہو، بدی نیکی پر غالب آچکی ہو لاچاروں اور بے کسوں پر دردناک مظالم کے پہاڑ ڈھائے جارہے ہوں امن عامہ میں رخنہ اندازی ہورہی ہے ایسی صورت میں سیاست اسلامیہ جنگ کی اجازت دیتی ہے اجازت ہی نہیں بلکہ ایسے نازک وقت میں لازم اور فرض قرار دیتی ہے کیونکہ سیاست اسلامیہ کا تو یہی مقصود ہے کہ ان ساری چیزوں کو صفحۂ عالم سے نیست و نابود کردے اگرچہ آج اس قانون پر معاندین اسلام نکتہ چینی کرتے ہیں لیکن یہ محض ان کے تعصب کا نتیجہ ہے ورنہ یہ بات لفظ "اسلام" ہی سے ٹپک رہی ہے کہ وہ صلح کا مذہب ہے اس کا مقصد امن و سلامتی قائم کرنا۔ چنانچہ صاف فرمایا

أُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوْا یعنی مسلمانوں کو جہاد کی اجازت اسلئے دی گئی کہ وہ مظلوم تھے۔ اہل اسلام سے جب کسی قوم کا مقابلہ ہو جائے اور اہل اسلام غالب آجاویں تو سیاست اسلامیہ کی یہ تعلیم ہے کہ ان کی عورتوں ان کے بچوں کو نہ قتل کیا جائے ان کے معابد کو ذرا بھی نقصان نہ پہنچایا جائے جو لوگ گرفتار ہو کر آویں ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے۔ بلکہ اہل اسلام نے تو یہانتک کیا کہ خود بھوکے رہتے تھے اور جنگ کے قیدیوں کو عمدہ غذائیں کھلاتے تھے یہ قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک کیا جاتا تھا۔ کیا کوئی مذہب اس کی نظیر پیش کر سکتا ہے؟ دربار نبوی میں مشہور حاتم طائی کی صاحبزادی گرفتار ہو کر آتی ہے داعی اسلام اس کو نہایت ہی اچھی طرح اس کے وطن مالوف تک پہنچا دیتے ہیں،

سیاست اسلامیہ ہی ہے جس نے قاصد کو قتل کرنے سے روک دیا۔ مسیلمہ کذاب کے قاصد دربار نبوی میں آتے ہیں نہایت ہی گستاخی سے پیش آتے ہیں۔ آپ درگذر کر جاتے ہیں۔ سیاست اسلامیہ نے چور کے متعلق یہ حکم صادر اور نافذ کیا ہے اَلسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا یعنی چور خواہ مرد ہوں یا عورت ان کا ہاتھ کاٹ دو۔ سیاست اسلامیہ میں ایک بہت بڑا اور نہایت ہی اہم قانون قصاص کا ہے یعنی اگر کوئی شخص کسی کو قتل کر دے تو اس کے عوض میں اس کو بھی قتل کیا جائے گا ہاں اگر ورثاء مقتول چاہیں تو اپنے اس حق کو دیت لیکر معاف کر سکتے ہیں چنانچہ ارشاد ہوتا ہے وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ یعنی قصاص میں تمہاری زندگی ہے۔ اے عقل والو! کیونکہ اگر کوئی شخص کسی کو قتل کرنا چاہے اور پھر اس کو معاً خیال آئے کہ میں بھی اس کے عوض میں قتل کیا جاؤں گا تو وہ اپنے اس خیال سے باز آجائے گا اور پھر اسی طرح نفوس انسانیہ کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچیگا۔

سیاست اسلامیہ عورت کو سلطنت کے امور کا حاکم و متولی بنانے کی مخالف ہے کیونکہ یہ ظاہر بات ہے کہ ان کی فطری کمزوریاں ایسے اہم امور کی انجام دہی میں ان کا ساتھ نہیں دے سکتیں۔ پس ایسی صورت میں اگر ان کو حاکم بنا دیا جائیگا تو کام بالکل درہم برہم ہو جائے گا اور یہی چیز فتنۂ عظیم کی باعث ہوگی چنانچہ سیاست اسلامیہ کے معلم کا یہ قول ہے کہ وہ قوم کیونکر فلاح یاب ہو سکتی ہے جس نے عورت کو اپنا حاکم بنایا ہو۔ بعض نادر و شاذ صورتیں اس کی معارض نہیں ہو سکتیں۔ مذہب اسلام نے اگرچہ عورتوں کو بہت کچھ حقوق دیئے ہیں مگر افراط تفریط سے کام نہیں لیا ہے۔ لیکن ذرا دیگر ادیان کے قوانین کو ملاحظہ کیجئے کہ کسی مذہب نے تو افراط سے کام لیا ہے اور ان کو اسقدر آزادی دی ہے جن کے نتائج مہلکہ روزانہ سننے میں آتے رہتے ہیں اور کسی مذہب نے تفریط سے کام لیا ہے اور عورتوں کے تمام حقوق سلب کر لئے۔ سیاست اسلامیہ نے تعدد ازدواج کے متعلق قانون پیش کیا ہے اگرچہ اس قانون پر دشمنان اسلام اعتراض کرتے ہیں لیکن درحقیقت انھوں نے قوانین اسلامیہ کو بنظر عمیق نہیں دیکھا جنگ عظیم میں جب کہ بہت سے مرد کام آئے تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سی عورتیں بیوہ ہو گئیں اور دربدر پھرنے لگیں۔ آج اگر اس قوم کے اندر بھی یہ قانون ہوتا تو یہ مصیبت جو صنف نازک پر آئی۔ کاہے کو آتی۔ یہی وجہ ہے کہ سیاست اسلامیہ کا وہ قانون ہے کہ ہر زمانے کے تمام واقعات پر حاوی ہے۔ آج ساڑھے تیرہ سو برس ہو گئے لیکن ایک قانون کی بھی تبدیلی کی ضرورت نہیں پیش آئی کیونکہ

تمام قوانین مطابق فطرت و عقل ہیں۔

زن و شوئی کے تعلقات کے متعلق بھی سیاست اسلامیہ کے نرالے قوانین و آئین ہیں۔ مثلاً مسئلہ طلاق ہے اس کو کس طرح سے سلجھایا گیا لیکن آج چونکہ یہ چیز دیگر ادیان میں نہیں ہے اسی وجہ سے روزانہ جھگڑا و فساد ہوتا رہتا ہے سیاست اسلامیہ نے کہا کہ جس طرح مرد کو یہ حق حاصل ہے کہ اگر وہ چاہے تو اپنی رفیقۂ حیات کو بذریعہ طلاق علیحدہ کر سکتا ہے اسی طرح عورت کو بھی یہ حق حاصل ہے کہ بحالات مخصوصہ بذریعہ خلع شوہر سے علیحدہ ہو سکتی ہے۔

سیاست اسلامیہ نے یہ قانون پیش کیا کہ قصر اسلام میں داخلہ کا ٹکٹ کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ہے اب اس کلمہ کے اندر دیکھئے کہ کیا کچھ اس میں سیاسی رموز و نکات مضمر و پوشیدہ ہیں جو شخص اس کلمہ کو صدق دل سے پڑھ لیگا۔ اس کے قصر قلب میں خدا کی وہ عظمت و شوکت بیٹھ جائے گی کہ اس کے سامنے انسانوں کی حقیقت کچھ بھی متصور نہیں ہو سکتی ہے سلاطین جابرہ و فراعنہ کو وہ مٹی کی ایک ٹھیکری خیال کرے گا۔ شیاطین اور دجاجلہ صفت انسانوں کے سامنے بھی وہ حق گوئی سے باز نہ رہیگا۔ نمرودیت اور ہامانیت کو اپنے پائے استحقار سے کچل دیگا اور اعلائے کلمۂ حق میں برابر سرگرم کار رہیگا۔ چنانچہ اوائل اسلام میں دیکھئے کہ صحابہ کرام کے سامنے بڑی سے بڑی قوت کی کوئی حقیقت نہ تھی عساکر شیطانیہ کا ادنی رعب بھی ان کے قلوب میں نہ آتا تھا اسی کلمہ کی یہ برکتیں ہیں کہ انھوں نے قیصر اور کسریٰ کے معمورات کو اپنے قبضہ و قدرت میں کر لیا اسی کلمہ کا اثر تھا کہ وہ بڑے بڑے لشکر جرار سے بھی شکست نہ کھاتے تھے۔ اسی کلمہ کا اثر تھا کہ غیر مسلم سلاطین ہر وقت لرزاں و ترساں رہا کرتے تھے اور یہی تو وجہ تھی کہ سلطنت اسلامیہ کے امیر المومنین میں کسی قسم کی کوئی خرابی نظر آتی تھی فوراً ادنیٰ شخص بھی ان کو ٹوک دیتا تھا مسجد میں امام خطبہ دے رہا ہے لوگوں سے کہہ رہا ہے کہ لوگو! سنو اور طاعت کرو ایک شخص اٹھتا ہے اور کہتا ہے کہ ہم نہیں سنتے اور نہ طاعت کرتے ہیں۔ پوچھا جاتا ہے کیوں؟ جواب دیا جاتا ہے کہ آپ کے اوپر جو کپڑا ہے یہ آپ کا حصہ نہیں ہے صاحبزادے کی جانب سے شہادت دی جاتی ہے کہ یہ میرا حصہ کپڑا تھا میں نے دیدیا۔ دور اول کے حق گوئی کا یہ نتیجہ تھا کہ دار الخلافت کی ایک بڑھیا خلیفہ وقت سے برسر عام کہتی ہے کہ اگر تم انصاف نہ کروگے تو سیدھے کر دیئے جاؤگے ایسے وقت میں خلیفہ وقت خدا کا شکر یہ ادا کرتا ہے کہ ابھی حق گو زبانیں باقی ہیں۔ بادشاہ وقت سامنے ہے ہاتھ زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔ پیر میں بیڑی ہے جسم پر کوڑے پڑ رہے ہیں ایک ناحق بات کا اقرار کرایا جاتا ہے لیکن یہ ناممکن تھا۔ سلطنت و حکومت کی لالچ دلائی جاتی ہے لیکن پھر بھی کچھ نہیں ہوتا ہے کہتے وہی ہیں جو کہ حق ہے کیونکہ حق کو کسی صورت میں مٹایا نہیں جا سکتا ہے۔

سیاست اسلامیہ نے نماز کو ایک لازمی چیز قرار دیا ہے اور رکن اسلام بتایا ہے کیونکہ اس سے مقاصد سیاسیہ کی تکمیل بخوبی ہوتی ہے جبکہ تمام لوگ پنجوقتہ نمازمیں حاضر ہوں گے اور ایک صدر (امام) کی ماتحتی میں نماز ادا کریں گے تو گویا ان کو اتفاق اور اتحاد کی تعلیم دی جارہی ہے کیونکہ اتفاق ہی وہ چیز ہے جس کی وجہ سے سیاست میں کامیابی ہو سکتی ہے۔ اسی لئے سیاست اسلامیہ نے اس پر بڑا زور دیا ہے چنانچہ ارشاد ہے

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا یعنی اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور آپس میں تفرقہ بازی نہ کرو دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے لَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ یعنی سست ہو کر غمگین نہ رہو کیونکہ سربلندی تمہارے ہی لئے ہے بشرطیکہ سچے ایماندار رہو۔ ایک جگہ اور ارشاد ہے۔ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ یعنی اگر تم آپس میں لڑو گے تو تمہارا رعب دشمن سے جاتا رہیگا۔ اسی طرح اسلام نے تنظیم جماعت پر بڑا زور دیا ہے چنانچہ داعی اسلام نے کہا ہے کہ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ یعنی جو مسلمانوں کی جمعیت سے الگ ہو جائیگا وہ جہنم میں جائیگا۔ نیز آپ فرماتے ہیں جو شخص جماعت سے علیحدہ ہوگا اس نے گویا اسلام کا پٹہ اپنی گردن سے جدا کر دیا۔ ساتھ ہی یہ کہا جاتا ہے ید اللہ علی الجماعت۔ اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے داعی اسلام فرماتے ہیں تم اپنے سردار کی اطاعت کرو اگرچہ وہ نہایت ہی حقیر ہو اس پر اسقدر کیوں زور دیا گیا؟ اسلئے سیاست کو اس سے بہت بڑی تقویت پہنچتی ہے اور وہ قوم سیاسی حیثیت یا دیگر حیثیات سے کبھی بھی ترقی نہیں کر سکتی ہے جس میں ہم آہنگی اور اتفاق نہ ہو۔

اس کے بعد ہر ہفتہ (جمعہ) میں ایک اجلاس منعقد ہوتا ہے اور اس میں صدر جلسہ یعنی خطیب لیکچر دیتا ہے اور تمام لوگوں کو مناسب حال سے آگاہ کرتا ہے اسی طرح دو اجلاس (عیدین) سالانہ منعقد کئے جاتے ہیں۔ جس میں تمام لوگوں کی شرکت ہوتی ہے یہ سب کا ہے کو ہوتا ہے اسلئے کہ اس سے قوانین سیاسیہ کو انجام دینا مقصود ہوتا ہے اس کے بعد تمام عمر کا ایک بہت بڑا اور نہایت ہی اہم اجلاس (حج) ملک عرب میں ہوتا ہے کہ مخزن اسلام ہے اور وہاں پر تمام اکناف عالم کے مسلمان جمع ہوتے ہیں اس کے حقائق اور رموز و غوامض پر جب غور کیا جاتا ہے تو تمام سیاسی حجاب بے نقاب ہو جاتے ہیں اور یہ امر بخوبی واضح اور روشن ہو جاتا ہے کہ اسلام نے سیاست کی وہ تعلیم دی ہے جو کسی مذہب نے نہیں دی۔

سیاست اسلامیہ نے علم کو ہر اک شخص پر فرض قرار دیا ہے۔ طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم۔ سیاست اسلامیہ نے مساوات کے قانون کو پیش کیا۔ گورے اور کالے پر کوئی تمیز نہیں بلکہ فرمایا کلکم بنو آدم وآدم من تراب یعنی تم سب آدم کی اولاد ہو۔ آدم مٹی جیسی حقیر چیز سے پیدا ہوئے۔

سیاست اسلامیہ ہی ہے جس نے پردہ کے قانون کو ضروری قرار دیا کیونکہ عدم پردہ کی وجہ سے فساد عظیم کا خطرہ رہتا ہے اور اس کی مثالیں آج آنکھوں کے سامنے ہیں۔ آج اغوا کی کثرت بے پردگی ہی کا نتیجہ ہے۔

سیاست اسلامیہ نے وراثت کا قانون پیش کیا تاکہ مال ایک فرد کے اندر محدود نہ رہے آج دیگر مذاہب میں وراثت کا قانون سرے سے مفقود ہے دیگر مذاہب میں عورتوں کو وراثت سے محروم کیا گیا ہے۔ اسلام نے حق بات کی تبلیغ اور برائیوں سے منع کرنے کی تعلیم دی ہے کیونکہ اس سے بہت بڑی اصلاح ہو سکتی ہے۔ مذہب اسلام نے دینی معاملات میں جبر و تشدد کو ناجائز قرار دیا ہے چنانچہ اسلام بانگ دہل اعلان کرتا ہے لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ یعنی دین کیلئے کسی پر جبر نہیں۔ بلکہ فرمایا کہ اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ

یعنی لوگوں کو دین حق کی طرف حکمۃ اور دانائی کے اچھی نصیحتوں کے ذریعہ دعوت دو۔ آج گاندھی جن کو امن کا دیوتا کہا جارہا ہے وہ عدم تشدد کا پرچار کر رہے ہیں اور بڑے زوروں سے اس پر عمل کرنے کیلئے کہہ رہے ہیں۔ لیکن آج سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے سیاست کے معلم اول اس کی تعلیم دے چکے ہیں اسلامی خلیفہ کو جب کبھی اعداء سے لڑنے کی ضرورت پڑے گی تو مسلمانوں کو فوج میں بھرتی کیا جائے گا۔ غیر مسلم کو مجبور نہیں کیا جائے گا ہاں اگر وہ اپنے آپ کو پیش کریں تو ان سے جزیہ معاف کر دیا جائے گا۔ اگر روپیہ کی ضرورت پڑیگی تو مسلمانوں سے چندہ وصول کیا جائے گا لیکن غیر مسلم سے کچھ نہ لیا جائے گا۔ ان سے صرف جزیہ (حق حفاظت) لیا جائے گا۔ جب دشمن سے مقابلہ ہوگا تو مسلمانوں کے اوپر لازم قرار دیا گیا ہے کہ وہ قوانین جہاد کو ملحوظ خاطر رکھیں اگر دشمن پناہ گزیں ہونا چاہیں تو ان کو پناہ دیدو۔ اگر وہ معاہدہ کریں تو منظور کرلو۔ بچوں اور عورتوں کا قتل نہ کیا جائے گا۔ ان کے سامنے تین چیزیں پیش کی جائیں گی اگر وہ ان کو قبول کرلیں گے تو ان سے اعراض کرلیا جائے گا اور مسلمان ان کی حفاظت کریں گے اسلام نے کہا کہ جو لوگ غیر مسلم ہیں ان کے معبودان باطل کو برا بھلا نہ کہو۔ جو لوگ غیر مسلم ہیں اور مسلمانوں سے چھیڑ خانی نہیں کرتے ہیں۔ ان کے متعلق کہا گیا ہے لا ینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین یعنی اللہ تم کو منع نہیں کرتا کہ تم ان کافروں سے حسن سلوک اور اچھا معاملہ رکھو جنھوں نے تم سے جنگ نہیں کی اور نہ تم کو تمہارے گھروں سے نکالا۔ بلکہ اللہ تو ایسے لوگوں کو محبوب رکھتا ہے۔

یہ تھی سیاست اسلامیہ جس پر ایک سرسری نظر ڈالی گئی ہے اسی کے ساتھ دیگر مذاہب کے قوانین سیاست کو ملاحظہ کیجئے تو آپ پر اسلامی قوانین کی حقانیت روشن ہوجائیگی۔ اور معلوم ہوجائیگا کہ اسلام نے مفاد عامہ کا کسقدر لحاظ رکھا ہے۔ اور آپ کو یقین ہوجائیگا کہ بعض لوگوں کا یہ اعتراض کہ اسلام دنیاوی ترقی سے مانع ہے سراسر حقیقت کے خلاف ہے ۔

مبارکباد

گو عید کو گذرے ہوئے کچھ دن ہوگئے لیکن اس کی یاد ابھی تازہ ہے اسلئے میں اپنی طرف سے ناظرین محدث کو مبارکباد پیش کرتا ہوا۔ اپنی تقصیروں اور کوتاہیوں کی معافی کا طالب ہوں۔ نیز متمنی ہوں کہ میرے والد ماجد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو آپ اپنی دعائے مغفرت سے نہ بھولیں۔ اور میرے لئے بھی دعائے خیر کرتے رہیں۔ دمتم فی امان اللہ۔

عبدالوہاب (مہتمم مدرسہ رحمانیہ ومالک رسالہ محدث دہلی)